بھی شعبہ زندگی سے منسلک ہوں قرآن پاک سے ان کا رشتہ روز بروز فزوں تر ہوتا جاتا ہے۔ملت اسلامیہ کے زمانہ عروج میں قرآن کا مفہوم سمجھنے والوں نے فلکیات ،طبعیات ، طب اور ریاضی جیسے سائنسی علوم میں بھی اسی سے استفادہ کیا، یہی لوگ آج تک اپنے اپنے شعبوں کے راہیوں کے لیے مینارہ نور ہیں۔اور جو لوگ اس قرآن کو عقیدت سے پڑھتے ،لیکن اس کے معانی سے نابلد تھے،انہوں نے بھی اس کی برکت سے دونوں جہانوں میں سرخروئی حاصل کی۔

آج کی ماؤں بہنوں نے تو ڈکشنری دیکھ کر ''علم'' سے مراد صرف ''نالج'' لی ہے۔ان کے حصول علم کا نصب العین صرف ملازمت کر کے اپنا معیارِ زندگی بلند کرنا ہے۔ایسی ماں بچوں سمیت رات 2 بجے تک الیکٹرانک میڈیا سے بے حیائی اور جرائم کی تربیت لیتی رہتی ہے۔پھر بچوں کو ''ایک تارا گگو تارا، دو تارا گگو تارا'' اور '' Twincal twincal little star '' کی لوری سنا کر سلاتی ہے۔اور صبح 8 بجے اٹھ کر بچوں کو سکول بھیجتی ہے۔معاشرتی زندگی میں امریکہ کی خاتونِ اول کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتی ہے۔ایسی ماؤں سے کرپٹ بیوروکریٹس، دغاباز سیاستدان اور فریب خوردہ دہشت گرد جنم لیتے ہیں۔اقبال نے کہا:

تہذیب فرنگی ہے اگر مرگِ اُمومت — ہے حضرت انسان کے لیے اس کا ثمر موت
جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن — کہتے ہیں اسی علم کو ارباب نظر موت

گلگت بلتستان کی غالب اکثریت ان پڑھ ماؤں کی ہے، جو بچوں کو ''یویو شوشو'' کہ کر سلاتی ہیں...... ہلا، ہلانو اور غوث غونمو سے ڈراتی ہیں، بے سروپا جھوٹی حکایتیں سناتی ہیں اور روایتی طور پر بچے کو سکول داخل کر کے مطمئن ہو جاتی ہیں۔معمولی ناراضگیوں پر انہیں گالیوں سے خطاب کرتی اور بد دعائیں دیتی ہیں۔شریر بچہ جاسوسی ڈائجسٹ یا فحش لٹریچر پر جھکا ہوتا ہے اور بیچاری ماں یہ سمجھ کر پھولے نہیں سماتی کہ میرا بچہ خوب محنت سے پڑھ رہا ہے۔ایسی خواتین اکثر نقل باز طلباء اور کام چور ملازمین جننے کی ذمہ دار ہوتی ہیں۔

قارئین کرام! آج ہمارے معاشرے کی اکثر مائیں دوسری اور تیسری کیٹیگری میں آتی ہیں،اور خوش نصیب ہے وہ ماں جو پہلے طبقے میں شامل ہو۔اس مضمون کو پڑھ کر کوئی بھی ماں یہ عزم صمیم کر لے کہ وہ اپنے بچوں کو ضرور قرآن پڑھائے گی اور بلا ناغہ تلاوت کروائے گی، قرآن سے رشتہ جوڑنے کے ساتھ ساتھ بلا تفریقِ جنس بچوں کو مختلف مفید شعبوں میں تعلیم دلائے گی، اپنی سیرت سازی کے ذریعے انہیں معاشرے کا خیر خواہ اور مفید شہری بنانے کی عملی تربیت دے گی۔تو اسے اس کی خواندگی مبارک ہو۔اللہ اُس کا حامی و ناصر ہو۔آمین

تعلیم EDUCATION

جناب عبداللہ ایوب

تعلیم کا مفہوم Concept of Education

بنیادی طور پر "تعلیم" کی اصطلاح "علم" سے مأخوذ ہے؛ جس کے معنی جاننے، پہچاننے، معلومات رکھنے، محسوس کرنے اور یقین کرنے کے ہیں۔ عام استعمال کے اعتبار سے تعلیم کے معنی پڑھائی اور لکھائی کے ہیں۔ بحیثیت پیشہ "تعلیم" کے معنیٰ بار بار اور کثرت سے علم دینے کے بھی ہیں، یہاں تک کہ متعلم کے ذہن پر اس کا اثر ہو جائے۔

تعلیم درحقیقت ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے ہم متعدد باتوں کی معلومات حاصل کرتے ہیں۔ اپنی ذہنی صلاحیتوں کو فروغ دیتے ہیں اور معاشرتی اقدار اور روایات سیکھ کر معاشرے میں اپنا مثبت کردار ادا کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ انگریزی زبان میں تعلیم ایجوکیشن (Education) کہلاتا ہے۔

لفظ ایجوکیشن دو لاطینی الفاظ (Ed) اور (Ducer) سے نکلا ہے، جس کے معنی بالترتیب نکالنے اور رہنمائی کرنے کے ہیں۔ اس نقطہ نظر کے تحت ایجوکیشن سے مراد معلومات جمع کرنا اور پوشیدہ صلاحیتوں کو منظر عام پر لانا ہے۔

اصطلاحی مفہوم Conventional Concept of Education

اصطلاحی معنوں میں "تعلیم" ایک ایسا عمل ہے جو فرد کی داخلی صلاحیتوں کی نشو و نما میں اہم کردار ادا کرتا ہے اور اسے معاشرے میں کامیاب زندگی گزارنے کے قابل بناتا ہے۔ یہ ایک ایسی متحرک قوّت کا نام ہے جو انسانی کردار کی اس طرح نشو و نما کرتی ہے کہ فرد اپنے معاشرتی حقوق اور فرائض سے واقفیت حاصل کر کے کامیاب زندگی گزارنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ بعض نامور مفکرین نے تعلیم کا مفہوم اس طرح پیش کیا ہے:

۱۔ تعلیم کے ذریعے فرد کو اس قابل بنایا جاتا ہے کہ معرفت الٰہی حاصل کر کے اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی گزار سکے۔ [ابو حامد محمد غزالیؒ ۵۰۵ھ = ۱۱۱۱م]

۲۔ تعلیم کا مقصد معرفت کا حصول اور فرد کو کائنات کے حقائق سے آگاہ کرنا ہے۔ [یحییٰ ابن خلدونؒ ۱۳۳۲ھ]

۳۔ تعلیم فرد کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کا عمل ہے۔ [سر سید احمد خانؒ]

۴۔ تعلیم عرفان الٰہی اور تکمیل خودی کا نام ہے۔ [علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ]

۵۔ تعلیم خیر کی قوتوں کو فعل میں لانے کا عمل ہے۔ پیدائشی طور پر انسان کے اندر خیر و شر کی قوتیں موجود ہوتی ہیں۔ تعلیم کا کام یہ ہے کہ وہ شر کی قوتوں کو دبا کر خیر کی قوتوں کو اجاگر کرتی ہے اور انسان کو رضائے الٰہی کے حصول کے قابل بناتی ہے۔ [سید مودودیؒ]

۶۔ تعلیم سچائی کی تلاش میں فرد کی مدد کرنے کا نام ہے، یہ سچائی فرد کے ذہن میں پوشیدہ ہوتی ہے۔ [سُقراط ۴۷۰-۳۹۹ق م]

۷۔ تعلیم مناسب عادات کے ذریعے نیکی کی تربیت کا نام ہے، یعنی فرد کی صلاحیتوں کی اس طرح نشو ونما کرنا کہ وہ معاشرے میں اپنا فعال کردار ادا کر سکے۔ [افلاطون ۴۲۷-۳۴۷ق م Platon]

۸۔ یہ سیاسیات کی ایک شاخ ہے، جس سے معاشرے میں استحکام پیدا کرنے کے علاوہ افراد میں نیکی اور عمدہ اخلاق پیدا کیے جاتے ہیں۔ [ارسطو (ارسطالیس) ۳۸۴-۳۲۲ق م Aristotle]

۹۔ تعلیم تجربے کی تعمیر نو یا تنظیم نو کا نام ہے، جس سے تجربے کے معانی میں اضافہ ہوجاتا ہے اور مستقبل کے واقعات کا رخ متعین کرنے کی صلاحیت میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ [جان ڈیوئی]

۱۰۔ تعلیم فطری ماحول میں فرد کی انفرادیت کی نشو ونما کا عمل اور سرچشمہ ہے۔

[روسو (جان جاک) فرانسی ۱۷۱۲-۱۷۷۸ Rousseau]

تعلیم اور اسلام: Education and Islam

اسلامی نقطہ نظر سے تعلیم ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے انسان کی شخصیت کی تربیت اور اس کے کردار کی تشکیل کی جاتی ہے؛ تاکہ وہ خلافت الٰہی کی ذمہ داریاں بطریق احسن سرانجام دے سکے۔ دوسرے لفظوں میں تعلیم ایسی سرگرمی ہے جس کا مقصد فرد کو اس قابل بنانا ہے کہ وہ اپنی زندگی اسلامی نظام حیات کے مطابق گزارنے کے قابل ہو سکے۔

تعلیم اور نظریہ پاکستان Education and Ideology of Paksitan

نظریہ پاکستان کی رو سے "تعلیم ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے طلبہ کو اسلامی نظریہ حیات کا گہرا شعور عطا کر کے انہیں رضائے الٰہی کے حصول کے قابل بنایا جاتا ہے اور امت مسلمہ کے اتحاد اور فلاح و بہبود کی راہ ہموار کی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی طلبہ میں اتنی صلاحیت پیدا کی جاتی ہے کہ وہ پاکستانی معاشرے کے مفید کارکن اور محبِّ وطن پاکستانی بن

سکیں؛ تاکہ پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بنایا جا سکے۔

تعلیم اور لغات: Education and Dictionaries

۱۔ تعلیم ان تمام سرگرمیوں کا مجموعہ ہے، جو انسانی صلاحیتوں اور کردار کی نشو و نما کرتی ہیں۔[لغت، علم التعلیم]

۲۔ تعلیم ایک ایسی سرگرمی ہے، جس کے ذریعے سماجی، معاشی اور اخلاقی اقدار دوسری نسلوں تک منتقل کی جاتی ہیں۔[انسائیکلوپیڈیا: علم التعلیم]

مختلف تعریفوں کی روشنی میں تعلیم کے اہم پہلو :

مختلف تعریفات کے مطالعہ سے تعلیم کے درج ذیل اہم پہلو سامنے آتے ہیں:

۱۔ تعلیم فرد کو رضائے الٰہی کے حصول کے قابل بناتی ہے۔

۲۔ تعلیم تہذیب و تمدن کی تجدید اور تعمیر نو کا عمل ہے۔

۳۔ تعلیم فرد کی صلاحیتوں کی نشو و نما کی ضامن ہے۔

۴۔ تعلیم فرد کو معاشرے کا ایک ذمہ دار اور مفید کارکن بناتی ہے۔

۵۔ تعلیم سچائی کی جستجو کا عمل ہے۔

۶۔ تعلیم فرد کو ماحول سے مطابقت کے قابل بناتی ہے۔

۷۔ تعلیم تکمیل خودی اور اظہار خودی کا ذریعہ ہے۔

۸۔ تعلیم فرد کو کامیاب زندگی گزارنے کے قابل بناتی ہے۔

۹۔ تعلیم ایک مسلسل عمل ہے، جس کا مقصد فرد کے کردار میں مثبت تبدیلی لانا ہے۔

۱۰۔ تعلیم کے ذریعے روایات اور علوم و فنون دوسری نسلوں تک منتقل کیے جاتے ہیں۔

۱۱۔ تعلیم فرد کو خلافت ارضی کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرتی ہے۔

۱۲۔ تعلیم فرد کو انسانیت کی معراج تک لے جانے کا زینہ فراہم کرتی ہے۔

۱۳۔ تعلیم فرد کو پوشیدہ صلاحیتوں کے اظہار کے مواقع فراہم کرتی ہے۔

۱۴۔ تعلیم فرد کے لاشعور کی تربیت اس انداز میں کرتی ہے کہ وہ شعور سے مطابقت اختیار

کر جاتا ہے۔

۱۵۔ تعلیم شہریت کی تربیت کا نام ہے۔

تعلیم کے نظریات: THEORIES / CONCEPTS OF EDUCATION

موجودہ دور میں تعلیم کے تین مشہور نظریات پائے جاتے ہیں:

[ا] قدیم تصور تعلیم [۲] جدید تصور تعلیم [۳] اسلامی تصور تعلیم ان تینوں تصورات کی تشریح یہ ہے:

(۱) قدیم تصور تعلیم: Conventional Concept of Education

اس تصور تعلیم میں معلم کی شخصیت تعلیمی سرگرمیوں کا مرکز ومحور تھی۔ استاد کو اتھارٹی سمجھا جاتا تھا اور متعلم سے یہ توقع رکھی جاتی تھی کہ وہ سختی سے استاد کی ہدایات کا پابند رہے۔ تعلیمی اداروں میں سخت نظم وضبط کی روایت کو اپنایا جاتا تھا۔

اس قسم کا نظام تعلیم طلبہ کی شخصیت کے جملہ پہلوؤں کی نشو ونما سے قاصر تھا۔ تدریس کا کام زیادہ تر مذہبی رہنماؤں کے ذمے تھا۔ معلم دوران تعلیم تدریسی معاونات استعمال نہیں کرتا تھا۔ بچوں تک معلومات پہنچانے کے لیے صرف خطابی طریقہ اختیار کیا جاتا تھا۔

(۲) جدید تصورِ تعلیم: Modern Concept of Education

جدید تصور تعلیم فرد کی شخصیت کی ہمہ پہلو تربیت کی ذمہ داری قبول کرتا ہے۔ اس تصور تعلیم میں بچوں کی دلچسپیوں، طبعی رجحانات، فطری میلانات اور انفرادی اختلافات کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ معلم کی حیثیت ایک رہنما اور مشیر کی ہوتی ہے، جو قدم قدم پر طلبہ کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔ تدریس کے جدید طریقے اپنا کر نفس مضمون طلبہ تک پہنچایا جاتا ہے۔ یورپی ممالک کا نظام تعلیم جدید تصور تعلیم کا آئینہ دار سمجھا جاتا ہے۔

(۳) اسلامی تصورِ تعلیم: Islamic Concept of Education

اسلامی نقطہ نظر سے تعلیم ایک ایسا عمل ہے، جس کے ذریعے معاشرے کے افراد کو اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کے قابل بنایا جاتا ہے۔ اسلامی نظام تعلیم میں استاد کو روحانی رہنما کا درجہ حاصل ہے۔ اسلامی نظام تعلیم میں تعلیم اور تربیت کو یکساں اہمیت حاصل ہے۔ علوم وفنون کے ساتھ ساتھ طلبہ کی کردار سازی پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ متعلم کے لیے ایسے مضامین کا انتخاب کیا جاتا ہے، جو اسے حصولِ رضائے الٰہی کے ساتھ ساتھ تسخیر کائنات کے قابل بنا دیں۔

تعلیم کی اقسام/اسلوب: Kinds /Scope of Education

عام طور پر حصول تعلیم کے لیے تین طریقے استعمال کیے جاتے ہیں، جنہیں تعلیم کے ذرائع یا تعلیم کی قسمیں /صورتیں بھی کہتے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱۔ رسمی تعلیم: Formal Education

اس سے مراد ایسی تعلیم ہے جس کے لیے باقاعدہ منصوبہ بندی کی جاتی ہے اور اصول وضوابط کا تعین کیا جاتا ہے۔ یہ تعلیم باقاعدہ سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں دی جاتی ہے۔ یہ ادارے طے شدہ مقاصد کے حصول کے لیے قائم کیے جاتے ہیں۔ اس کو ہم (کنٹرولڈ ایجوکیشن) بھی کہتے ہیں۔ اس تعلیم میں بچوں کی تدریس ورہنمائی کے لیے ماہر اساتذہ کا تقرر کیا جاتا ہے، اور بچے کی شخصیت کے پروان چڑھانے کے لیے مختلف قسم کی سرگرمیوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

۲۔ نیم رسمی تعلیم: Semi-Formal Education

نیم رسمی (SFE) سے مراد ایسی تعلیم ہے جس میں الگ تعلیمی اداروں کا قیام اور اساتذہ کی بھرتی عمل میں نہیں لائی جاتی؛ بلکہ رسمی تعلیمی اداروں اور ان کے اساتذہ سے جز وقتی کام لیا جاتا ہے۔ بعض اوقات ہنگامی بنیادوں پر تعلیم کا انتظام کرنے کو بھی نیم رسمی تعلیم کہا جاتا ہے۔ نیم رسمی تعلیم حقیقت میں رسمی تعلیم ہی کا ایک حصہ ہوتی ہے، جس کا مقصد ان افراد تک تعلیمی سہولتوں کی فراہمی ہے' جو کسی مجبوری کے باعث رسمی تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کرنے سے محروم رہ گئے ہوں۔ یہ طریقہ تعلیم کافی حد تک رسمی تعلیم سے مشابہت رکھتا ہے۔ اس میں باقاعدہ نصاب تشکیل دیا جاتا ہے۔ تمام عمر کے طلبہ کو پروگراموں میں داخلہ لینے کی اجازت ہوتی ہے۔ کورس کے اختتام پر باقاعدہ امتحان ہوتا ہے؛ کامیابی کی صورت میں ڈگری عطا کی جاتی ہے۔ پاکستان میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

۳۔ غیر رسمی تعلیم: Informal Education

بنیادی طور پر غیر رسمی تعلیم (NFE) سے مراد انسان کے وہ ذاتی تجربات، مشاہدات اور معلومات ہیں جو ابتدائی طور پر اپنے خاندان سے حاصل کرتا ہے۔ غیر رسمی تعلیم میں بچے کی تربیت کا پہلا ادارہ گھر ہے۔ غیر رسمی تعلیم گھر کے اندر یا گھر سے باہر غیر منظم طور پر سیکھنے کا عمل ہے، جو ساری زندگی جاری رہتا ہے۔ ٹیلیویژن، ریڈیو، لائبریریاں، رسائل اور فلاحی انجمنیں وغیرہ غیر رسمی تعلیم کے سرچشمے ہیں۔

تعلیم کی ضرورت اور اہمیت: NEED AND IMPORTANCE OF EDUCATION

تعلیم انسان کی انفرادی اور اجتماعی ضرورت ہے۔ مہذب معاشرے کی تشکیل میں تعلیم کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ دنیا کے تمام مہذب معاشرے تعلیم کی اہمیت کے معترف ہیں۔ تعلیم کی اہمیت درج ذیل نکات سے واضح ہوگی:

ا۔ فلسفہ حیات سے آگہی: Awareness philosophy of Life

دنیا کے ہر نظام تعلیم کی بنیاد قومی فلسفہ حیات پر ہوتی ہے۔ اس فلسفہ کو مدنظر رکھے بغیر کوئی نظام تعلیم تشکیل نہیں دیا جاسکتا۔ ہر قوم کی شعوری خواہش ہوتی ہے کہ وہ نئی نسلوں کو قومی فلسفہ حیات سے آگاہ کرے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے دنیا کی ہر قوم اپنے ہر فرد کو قومی اقدار و روایات، عقائد و نظریات اور تہذیب و ثقافت سے آگاہ کر کے معاشرے کا بہترین رکن بنانا چاہتی ہے۔

۲۔ قومی تشخص: National Identity

کسی بھی قوم کا نظام تعلیم اس قوم کی مخصوص تہذیب و ثقافت، اقدار و روایات اور عقائد و نظریات کا ترجمان وعکاس ہوتا ہے۔ یعنی ہر قوم کے نظام تعلیم کا ایک جداگانہ رنگ ہوتا ہے، تعلیمی عمل کے ذریعے ہی قومی تشخص کو دنیا میں متعارف کرایا جاتا ہے۔ اگر تعلیمی عمل نہ ہو تو قومی اقدار و روایات کا تحفظ اور دوسری نسلوں تک اس کی منتقلی ممکن نہ ہو۔ تعلیم قومی تشخص کی حفاظت کرتی ہے، جس کے باعث کوئی قوم دنیائے عالم میں بلند مقام حاصل کرتی ہے۔

۳۔ معاشرتی زندگی کی بقاء: Survival of Social Life

انسان اشرف المخلوقات ہے اور وہ مل جل کر رہنا چاہتا ہے۔ معاشرتی زندگی کی بقاء کے لیے ضروی ہے کہ انفرادی واجتماعی معاشرتی اقدار و روایات دوسری نسلوں تک پہنچانے کا بندوبست کیا جائے۔ تعلیم ہی وہ آلہ ہے' جس کے ذریعے معاشرتی اقدار و روایات نئی نسلوں تک منتقل کر کے معاشرتی زندگی کے تحفظ کی ضمانت دی جاسکتی ہے۔

۴۔ تہذیبی ورثہ کا تحفظ وانتقال: Protection and Transmission of Cultural Heritage

تعلیم ایک ایسا عمل ہے' جس کے ذریعے انسانی عقل و دانش اور علم وفن کی صلاحیتیں نوخیز نسلوں تک منتقل کر کے معاشرتی زندگی کی بقاء وفلاح کو یقینی بنایا جاسکتا ہے۔ تعلیم کے ذریعے ہی تہذیب و ثقافت، عقائد و نظریات اور علوم وفنون کی حفاظت و ترسیل ممکن ہوتی ہے۔

۵۔ معاشرتی زندگی کی تشکیلِ نو: **Reconstruction of SocialOrder**

معاشرتی زندگی کی تشکیلِ نو اور تعمیرِ نو کے لیے کوشش کرنا بھی تعلیم کے فرائض میں شامل ہے۔ معاشرتی ادارے ثقافتی ورثے کا تنقیدی، تعمیری اور غیر جانبدارانہ جائزہ لے کر ثقافت کے پسندیدہ حصوں کو مزید نشو ونما دے کر دوسری نسلوں تک منتقل کرتے ہیں۔

۶۔ شہریت کی تربیت: **Civic Training**

تعلیم فرد میں شہری شعور اجاگر کر کے انہیں بہترین شہری بننے میں ضروری مدد فراہم کرتی ہے۔ تعلیم ہی ایسے پروگرام وضع کرتی ہے، جن کے ذریعے انسان بہترین شہری بن کر صحت مند معاشرے کا حصہ بن جاتے ہیں۔

۷۔ بنیادی ضروریات کی تکمیل: **Fulfilment of Individual Basic Needs**

تعلیم ایسی سرگرمیوں کا اہتمام کرتی ہے جن کے ذریعے فرد کی بنیادی ضروریات کی تکمیل ہوتی ہے اور وہ اپنے معاشرتی حقوق و فرائض سے آگاہ ہوجاتا ہے۔

۸۔ فطرتِ انسانی: **Human Nature**

ہر انسان فطرتاً تعلیم و تربیت کا خواہاں ہے۔ جاننے اور سیکھنے کی فطری خواہش ہی فرد کو نئے حقائق دریافت کرنے پر اکساتی ہے۔ الغرض تعلیم انسان کی فطرت میں شامل ہے اور سیکھنے کی یہی خواہش دنیا کی علمی ترقی کی اساس ہے۔

۹۔ تعمیرِ نو کا کردار: **Character Building**

قومی زندگی کے مقاصد حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ افراد میں کردار کی قوت بھر کے انہیں معاشرتی خدمت کے لیے استعمال میں لایا جائے۔ تعلیم ہی وہ واحد آلہ ہے جس کے ذریعے فرد کے کردار کی تربیت قومی فلسفہ حیات کی روشنی میں کی جاسکتی ہے۔

۱۰۔ قومی ترقی: **National Development**

تعلیم قومی تعمیر و ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ قومی تعمیر کا کوئی شعبہ تعلیم کے بغیر نشو ونما نہیں پاسکتا۔ ہنر مند اور تعلیم یافتہ افراد ملکی و قومی ترقی میں حصہ لیتے ہیں۔ قومی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ قوم کے افراد کے لیے ترجیحی بنیادوں پر تعلیم و تربیت کا بندوبست کیا جائے اور ان کی صلاحیتوں کو قومی تعمیر و ترقی کے لیے استعمال میں لایا جائے۔